36833 ـ کیا عید کے روز طواف افاضہ نہ کرنے سے دوبارہ احرام کی حالت ہو جاتی ہے ؟

سوال

میں نے سنا ہے کہ اگر عید کے روز طواف افاضہ نہ کیا جائے تو وہ طواف کرنے تك احرام کی حالت میں رہےگا، کیا یہ کلام صحیح ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اس کے متعلق ام سلمہ کی ایك حدیث پیش کی جاتی ہے، اس مسئلہ کے متعلق فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا تو ان کا جواب تھا:

" ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا کی حدیث " جس نے عید کے روز غروب آفتاب سے قبل طواف افاضہ نہ کیا تو وہ احرام کی حالت میں پلٹ جاتا ہے "

کے متعلق آپ کے سوال کے جواب میں یہ معلومات دیتا ہوں کہ:

یہ حدیث ضعیف ہے، اس بطور حجت پیش نہیں کیا جا سکتا، اور یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی ایك وجوہات کی بنا پر ثابت نہیں ہے:

پہلی وجہ:

سند کے اعتبار سے، امام احمد، اور ابو داود اور ابن خزیمہ کے ہاں اس کی سند کا مدار محمد بن اسحاق مشہور سیرت نگار پر ہے، وہ کہتے ہیں:

ہمیں ابو عبیدہ بن عبد اللہ بن زمعہ نے اپنے والد اور اپنی والدہ سے بتایا وہ ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے بیان کرتے ہیں اس روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" جب تم اس بیت اللہ کا طواف کرنے سے قبل شام کر لو تو تم دوبارہ جمرات کو کنکریاں مارنے سے قبل والی احرام کی حالت میں چلے جاؤ گے حتی کہ طواف کر لو "

ابن اسحاق جب منفرد روایت بیان کرے تو اس میں کچھ نکارت سی پائی جاتی ہے، امام احمد رحمہ اللہ سے ابن

اسحاق کی منفرد حدیث کے متعلق دریافت کیا گیا کیا اسے قبول کیا جائیگا؟ تو انہوں نے جواب دیا اللہ کی قسم نہیں.

اور محمد بن يحيي کہتے ہیں: وہ حسن الحدیث ہے، اور عندہ غرائب ، اور دار قطنی کا کہنا ہے: اس کے بارہ میں آئمہ کا اختلاف ہے، اور لیس بحجۃ، و انما یعتبر بہ، کہ وحجت نہیں بلکہ اس کا اعتبار کیا جائیگا. انتہی

دیکھیں: تھذیب (9 / 39 - 46).

لگتا ہے یہ حدیث اس کی منفرد منکرہ میں سے ہے.

اور رہا ابو عبیدہ بن عبد اللہ بن زمعہ کا مسئلہ تو اس کے متعلق تقریب التہذیب میں ہے: مقبول من الثالثۃ.

دیکھیں: التقریب (2 / 448).

اور محلی ابن حزم میں اس کے متعلق ہے کہ:

" وہ احادیث نقل کرنے میں معروف نہیں، اور نہ ہی حفظ میں معروف ہے، اور اگر حدیث ام سلمہ صحیح ہوتی تو ہم اس کا ہی کہتے " انتہی.

دیکھیں: المحلی ابن حزم (7 / 142).

اور امام طحاوی رحمہ اللہ نے " شرح معانی الآثار " میں ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا جیسی ہی عبد اللہ بن لھیعۃ کے طریق سے حدیث بیان کی ہے.

دیکھیں: شرح معانی الآثار (2 / 228).

ابن لھیعۃ کے متعلق تقریب میں ہے: یہ صدوق ہے، اور ساتویں طبقہ سے تعلق رکھتا ہے، اپنی کتابیں جل جانے کے بعد اس کو اختلاط کا عارضہ لاحق ہوگیا تھا، اور اس سے ابن مبارك اور ابن وھب کی روایات دوسروں کی روایات سے زیادہ عادل ہیں " انتہی.

دیکھیں: التقریب التھذیب (1 / 144).

میں کہتا ہوں: بعض حفاظ کرام نے تو اسے مطلقا ضعیف کہا ہے، اور بعض نے اسے اس وقت ضعیف کہا ہے جب عبادلہ (یعنی جب عبد اللہ نام) کے علاوہ کسی اور راوي سے روایت کرے.

اس لیے جب اس حدیث کی سند یہ ہو اور اس سند کے علاوہ کسی اور سند سے روایت نہ کریں تو ان کی روایت میں

مقال و نظر ہے، اور حدیث نقل کرنے والے کبار آئمہ اور حفاظ کرام جو بخاری اور مسلم وغیرہ کے رجال میں شامل ہوتے ہیں انہوں نے اس سے اعراض برتا ہے، باوجود اس کے کہ اس سے بہت زیادہ روایات متوفر و منقول ہیں، یہ اس کی دلیل ہے کہ اس کی کوئی اصل نہیں.

دوسری وجہ:

متن کے اعتبار سے، چنانچہ اس کا متن شاذ ہے، کیونکہ صحیحین وغیرہ کی احادیث میں یہ ظاہر طور پر بیان ہوا ہے کہ بیت اللہ کا طواف کرنے سے قبل ہی تحلل اول ہو جاتا ہے، اس میں غروب آفتاب سے قبل کی کوئی قید نہیں، مثلا عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کا فرمان ہے:

" میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت اللہ کا طواف کرنے سے قبل حلال ہونے پر انہیں خوشبو لگایا کرتی تھی "

اور یہ ممکن ہی نہیں اس کو اس طرح کی شاذ حدیث کے ساتھ مقید کیا جاسکے، اسی لیے امام طحاوی رحمہ اللہ نے شرح معانی الآثار میں عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی حدیث ذکر کرنے کے بعد کہا ہے کہ:

" چنانچہ اس کا ابن لهیعہ کی حدیث سے تعارض ہوتا ہے جس کو ہم نے اس باب کے شروع میں ذکر کیا ہے، لیکن یہ حدیث اولی ہے، کیونکہ اس کے ساتھ تواتر ہے روایت کی صحت بھی وہ جو اس کے علاوہ کسی اور میں نہیں " انتہی.

دیکھیں: معانی الآثار (2 / 229).

تیسری وجہ:

اس پر عمل کرنے کے اعتبار سے:

جب اس پر امت نے عمل نہیں کیا نہ تو آئمہ نے اور نہ ہی علماء کرام نے، لیکن صحابہ کرام کے بعد کچھ افراد نے اور وہ بھی اس حالت میں جب ان نے صحیح منقول ہو، چنانچہ امام طبری اپنی کتاب " القری لقاصدی ام القری " میں حدیث بیان کرتے وقت کہتے ہیں:

" اور یہ وہ حکم ہے جس کے متعلق مجھے علم نہیں کہ کسی نے اس کا کہا ہو " انتہی.

دیکھیں: القری لقاصدی ام القری صفحہ نمبر (472).

اور امام نووی رحمہ اللہ نے " شرح المھذب " میں امام بیھقی سے ان کا یہ قول نقل کیا ہے:

" میرے علم میں تو نہیں کہ فقھاء میں سے کسی نے یہ کہا ہو، میں (امام نووی) کہتا ہوں تو یہ منسوخ ہے، اس کے منسوخ ہونے پر اجماع دلالت کرتا ہے، کیونکہ نہ تو اجماع منسوخ کرتا ہے، اور نہ ہی منسوخ ہوتا ہے، لیکن ناسخ پر دلالت کرتا ہے " انتہی

دیکھیں: شرح المھذب (8 / 165).

چنانچہ امام بیھقی نے کسی مخالف کا علم نہ ہونے میں امام نووی رحمہ اللہ موافقت کی ہے، بلکہ اسے اجماع قرار دیا ہے، جو اس حدیث کے نسخ ہونے پر دلالت کرتا ہے، یعنی اس لیے کہ امت نے اس پر عمل نہیں کیا لیکن امام نووی کی کلام میں نظر ہے کیونکہ نسخ کا دعوی منسوخ ثابت ہونے کا متقاضی ہے، اور حدیث تو اصلا ثابت ہی نہیں حتی کہ اس کے نسخ ہونے کا دعوی کیا جائے.

یہ اور اس کے علاوہ بعض لوگوں نے عروہ بن زبیر سے بھی روایت کیا ہے جو کہ سات فقھاء میں سے ایك فقیہ ہیں، ہو سکتا ہے وہ اس ان نے ان کے قول سے مفہوم لیا جو جوامام طبری نے اپنی کتاب " القری " میں نقل کیا ہے کہ:

عرفہ کے بعد جو شخص طواف نہ کرے اس کے لیے خوشبو لگانی حلال نہیں، چاہے اس نے بال چھوٹے بھی کروا لیے ہوں "

دیکھیں: القری لقاصدی ام القری (470).

اسے سعید بن منصور نے روایت کیا ہے.

میں نے یہ اس لیے بات کی ہے کہ یہ تو بہت بعید کی بات ہے کہ عروہ بن زبیر نے یہ قول ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے مقتضی کے مطابق کہا ہو، اور پھر ان کا یہ قول طبری اور بیھقی وغیرہ پر مخفی رہا ہو.

اس بنا پر عروہ کے قول کا معنی یہ ہوگا: اس کے لیے بیت اللہ کا طواف کرنے سے قبل خوشبو حلال نہیں، اور یہ قول مشہور ہے، اس کے متعلق نزاع اور خلاف مشہور ہے، اور اس قول اور ام سلمہ کی حدیث میں فرق بلکہ صریح فرق ہے کہ:

ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ بیت اللہ کا طواف کرنے سے قبل وہ حلال ہو جائیگا، لیکن اگر اس نے عید کے روز غروب آفتاب تك بیت اللہ کا طواف نہ کیا تو وہ دوبارہ احرام کی حالت میں پلٹ آئیگا.

لیکن جو امام طبری رحمہ اللہ نے عروہ سے نقل کیا ہے وہ خوشبو کے استعمال کرنے کی حلت طواف پر موقوف

ہے، اس لیے اس قول اور اس میں فرق ظاہر ہے.

چوتھی وجہ:

اس کا مقتضا شرعی اصول و قواعد کے مقتضا مرعیہ کے خلاف ہے.

اس کا تقاضا ہے کہ: عمل کرنے والا شخص اپنی عبادت سے حلال ہو جائے تو وہ اس وقت تك عبادت میں واپس نہیں پلٹ سکتا جب تك وہ اس کے لیے نئی نیت نہ کرلے، اور یہ اس حدیث کے ضعیف ہونے کا ایك اور ثبوت ہے، اور اگر ثابت ہوتی تو یہ قول کہنا واجب ہوتا، اور پھر ہر قاعدہ کی کچھ استثناء صورتیں ہوتی ہیں.

اس کے متعلق جلد بازی میں اللہ کی مدد سے یہی سطور لکھی جا سکی ہیں.

اللہ تعالی سے ہماری دعا ہے کہ وہ سب کو صحیح راہ کی توفیق عطا فرمائے، اور جس پر کتاب و سنت دلالت کرتی ہے اس پر عمل کرنے کی توفیق دے، یقینا اللہ تعالی اس پر قادر ہے" انتہی.

یہ سطور اس پملفٹ سے اخذ کردہ ہیں جو شیخ رحمہ اللہ نے اپنے ہاتھ کے خط سے لکھی ہیں.

واللہ اعلم .